

لندن میں حالیہ دہشت گردی!

لندن دنیا کا خوبصورت ترین شہر ہے۔ تاریخ کو اپنے سینے میں سمونے ہوئے ایک ایسا علاقہ جہاں ہرگلی اور محلہ میں صدیوں کے قصے آنکھ موندے سور ہے ہیں۔ ہر سال کروڑوں لوگ ذاتی، سرکاری کام یا چھٹیاں گزارنے کیلئے وہاں جاتے ہیں۔ یہ شہر پورا برس سیاحوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ تمام عجائب گھر، لائبریریاں، کیفے، آرت گھر، پب اور سڑکیں دنیا کے ہر ملک کے شہریوں کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ لندن خوبصورت ترین شہر اسلیے نہیں ہے کہ وہاں دنیا کی بہترین عمارتیں اور باغات موجود ہیں۔ اصل خوبصورتی وہ نظام ہے جسکے تحت یہ شہر یا پورا برطانیہ سانس لے رہا ہے۔ اگر دنیا میں حقیقی طور پر کہیں جمہوری رویے ہیں تو یہی ملک ہے۔ کہیں، غیر متعصب طریقے سے ترقی کرنے کے موقع ہیں، تو وہ یہی شہر ہے۔ برطانیہ کامل طور پر ایک فلاہی ریاست ہے جہاں وزیر اعظم اور عام آدمی کے حقوق میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ وہاں اپنی نوعیت کے مسائل اور جرائم موجود ہیں۔ مگر مجموعی طور پر یہ ایک پُرانا شہر ہے۔ فکری، سماجی اور مذہبی آزادی کو ریاستی امور کا حصہ بنانے میں برطانیہ تمام قوموں سے آگے ہے۔ یہ نہیں کہ ان جیسے ممالک نے دنیا کے کمزور قوموں پر ظلم یا زیادتیاں نہیں کیں، بالکل کی ہیں۔ مگر پچھلے دوسو سال میں برطانیہ اور چند مغربی ممالک نے اپنے تمام نظام کو انسانی نفیسات کو مطمئن کرنے کے بنیاد پر تغییل دیا ہے۔ آپ جو مرضی کرنا چاہیں، کسی کو نقصان پہنچانے بغیر کر سکتے ہیں۔ جب تک آپ کی وجہ سے کسی کو کوئی مسئلہ نہیں، آپ کامل طور پر آزاد ہیں۔

مقصد لندن کیلئے کوئی قصیدہ لکھنا نہیں ہے۔ مقصد بالکل سادہ سا ہے۔ ایک دن پہلے لندن برج پر تین دہشت گردوں نے اپنی ویگن سے متعدد لوگ مارڈا لے۔ پل سے اُتر کر عام لوگوں پر چاقوؤں سے حملہ کر دیا۔ چھ بندے بے موت مارے گئے۔ ٹھیک آٹھ منٹ میں پولیس نے ان تینوں لوگوں کو کیفر کردار پر پہنچا دیا۔ جس وقت میں کالم ضبط تحریر کر رہا ہوں، لندن پولیس نے اعلان نہیں کیا کہ تینوں دہشت گرد کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ دعا ہے کہ انکا تعلق کسی بھی طریقے سے ہمارے خطے سے نہ ہو۔ بھرپور تمنا ہے کہ اسکا تعلق کسی بھی مسلمان ملک سے نہ ہو۔ ماچھستر کی طرح یہ لیبیا نہ ادنو جوان بھی نہ ہو۔ مگر اس وقت تک قطعی طور پر انکی شناخت ثابت نہیں ہو پائی یا بتائی نہیں گی۔ لندن میں انتہائی مختصر عرصے میں یہ ہولناک دہشت گردی کی دوسری واردات ہے۔ چند ہفتے قبل، ماچھستر میں ایک میوزک کنسرٹ کے دوران ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ درجنوں لوگ مارے گئے۔ سینکڑوں زخمی ہو گئے۔ اور اب لندن برج پر یہ حادثہ ہوا ہے۔ اس سے پہلے بھی فرانس، ہالینڈ اور کئی یورپی ملکوں میں دہشت گردی کے متعدد واقعات روپزیر ہو چکے ہیں۔ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ ان میں مسلمان نوجوان ملوث نکلے۔ یہ قطعاً ہم نہیں ہے کہ انکا تعلق کس مسلم ملک سے تھا۔ اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ ان میں نہادے فیصلہ ملوث لوگ مسلمان تھے۔ یہ سلسلہ کئی سالوں سے جاری ہے اور اب شدت اختیار کرتا نظر آ رہا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اور اسکی وجہات کیا ہیں۔ ایک کالم میں تمام تر موضوع کو سینئانا ممکن ہے مگر چند سنجیدہ نکات پیش کیے جاسکتے ہیں۔

سائننس اور اپنے وقت کے جدید علوم سے مسلمانوں کا گہر ارتباط تھا۔ گیارہ سے بارہ صدیاں پہلے مسلمان معاشرے وہ واحد سماج تھے

جہاں نئی چیز سوچنے پر کسی قسم کی پابندی نہیں تھی۔ سائنسدان، محقق، تاریخ دان، علماء اور ہر موضوع پر اہل فکر اور اہل نظر صرف اور صرف ہم لوگوں میں ہی تھے۔ آقا کی وہ حدیث "کہ مومن اپنے عصر میں زندہ رہتا ہے" مکمل طور پر زندہ و جاوید عملی طریقے سے ہر مسلم ملک میں نظر آتی تھی۔ وجہ وہ فکری آزادی تھی جو صرف اور صرف مسلمان ریاستوں میں میسر تھی۔ یہ صورتحال سات سو قبائل تک جاری و ساری رہی۔ اہم ترین بات یہ بھی ہے کہ دنیا کے دیگر ممالک اس زمانے میں ذہنی آزادی کے مکمل طور پر خلاف تھے۔ یہی وہ وقت تھا جب وہاں پوپ کے حکم سے باڈشاہ بنتے تھے۔ پادری کے حکم سے نیلی آنکھوں والی خواتین کو جادو گرنی قرار دے کر زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ یعنی اس وقت مغرب میں کسی قسم کی کوئی مذہبی یا فکری آزادی کا تصور موجود نہیں تھا۔ یہ سلسلہ سات آٹھ سو سال پہلے ختم ہو گیا۔ مسلمان معاشروں میں تقلید، قدامت پسندی اور جدید علوم سے شدید لائقی کا رجہان پیدا ہو گیا۔ نتیجہ میں تمام مسلمان ریاستیں کسی نہ کسی طرح مغلوب ہو گئیں۔ مسئلہ یہ بھی تھا کہ بتانے والے بہت کم تھے کہ تجزی کی اصل وجوہات کیا ہیں۔ وہی جہالت جو کسی وقت مغرب کا طریقہ امتیاز تھی، تیزی سے مسلم معاشروں میں سراپا کیا۔ جدید علوم سے کافی حد تک کنارہ کشی آج بھی مسلمان معاشروں میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔

اس اثناء میں یورپ میں Renaissance شروع ہو گئی۔ اس فکری انقلاب نے صنعتی انقلاب کو جنم دیا۔ یورپ ایجادات، روایوں اور علمی تحقیق میں اسی ڈگر پر چل پڑا، جس راستے پر مسلم معاشرے چل رہے تھے۔ فکری، علمی اور سائنسی بالادستی نے مغرب کو پوری دنیا کی حکومت عطا کر دی۔ یعنی وہ حیثیت جو پہلے مسلمانوں کو حاصل تھی، بعینہ وہی کلیدی حیثیت یورپ کو حاصل ہو گئی۔ مسلم ریاستیں اس بالادستی کو ذہنی طور پر قبول نہ کر پائیں۔ غلام یا نیم غلام مسلم معاشروں میں مغرب سے نفرت کی ذہنی جہت آگے بڑھنے لگی۔ اسکو ہمیز ہمارے اس دینی طبقے نے دی جو مسلمانوں کے عروج میں اس اہمیت کا مالک نہیں تھا، جو اسے مغلوب ریاستوں میں ایک دم حاصل ہو گیا۔ یہ معاملہ آج تک جاری ہے۔ بر صغیر میں اسی ذہنی جمود نے مسلمانوں کو مکمل طور پر بتاہ کر دیا۔ باڈشاہت تو خیر چلی ہی گئی۔ مگر مستقبل میں کیا کرنا چاہیے اس پر جدید رائے دینے والا کوئی نہ تھا۔ سرسید وہ پہلے شخص تھے، جنہوں نے جمود کو توڑنے کی علمی جدوجہد کی۔ بر صغیر میں وہ ایک علمی انقلاب کے بانی بنے۔ انہیں ہمارے قدامت پسند حلقوں نے بے رحمانہ تنقید کا نشانہ بنایا۔ مگر علی گڑھ کالج اور یونیورسٹی وہ پہلی درس گاہ تھی جس میں بر صغیر کے مسلمانوں لڑکے اور لڑکیوں کو جدید مغربی علوم سیکھنے کا موقعہ ملا۔ اس سے پہلے تعلیم بہت محدود نوعیت کی تھی اور اس پر ایک خاص چھاپ موجود تھی۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ اگر علی گڑھ کا عظیم تعلیمی ادارہ نہ ہوتا، تو پاکستان جیسا عظیم ملک وجود میں نہیں آ سکتا تھا۔ اسکا ایک اور فائدہ یہ ہوا کہ بر صغیر کے مسلمانوں میں جدید اور قدیم رائے والے لوگوں نے توازن کے ساتھ زندہ رہنا سیکھ لیا۔ شروع کا پاکستان اسی توازن کی بہترین مثال تھا۔ لیکن تمام مسلم معاشرے ہمارے ماضی جیسے خوش قسمت نہیں تھے۔ جب دنیا کی مقتدر طاقتیوں نے محسوس کیا کہ پاکستان عالم اسلام کیلئے جدید فکری رہنمائی کر سکتا ہے تو ایک خاص طریقے سے ملک کو خانہ جنگی، افغان جہاد اور فکری زوال میں بٹلا کر دیا گیا۔ یہ معاملہ آج تک جاری ہے۔

بھول جائیے، کہ ہمارے معاشرے کو کس نے بر باد کیا۔ مگر حقیقت تو اپنی جگہ قائم ہے کہ ہم اپنی مرضی سے بر بادی اور تقلید کے اس

راستے پر گامزن ہو گئے جس میں نئی بات کہنے کو جرم قرار دیدیا گیا۔ ہمارے خطے میں مجاہدین، جہادی، طالبان اور القائد کے تجھ بونے گئے جو آج پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں۔ کسی حد تک میشیاء، متحده عرب امارات، مراکش اور گنتی کے چند مسلم ممالک میں جہاں دین اور دنیا میں توازن پیدا کرنے کی شعوری کوشش کی گئی ہے۔ اکثریت مسلم ریاستیں سنجیدگی سے مسئلہ کا ادراک ہی نہ کر پائیں۔ انکے نوجوان طبقے میں نا انصافی، بیروزگاری، جہالت اور غربت کی وجہ سے آج دہشت گردی کی فصل پوری دنیا میں پھل پھول رہی ہے۔ مغرب ابھی تک معاملہ کی تہہ تک نہیں پہنچ پایا۔ یا شامہ چند مجبوریوں کی بدولت وہاں کی حکومتیں کھل کر بات نہیں کر رہیں۔ مگر ایک نیا مغربی استدلال جنم لے رہا ہے۔ یہ استدلال انتہائی سادہ سالگرتا ہے۔ مغربی اہل فکر سوال پوچھ رہے ہیں کہ اگر اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے، تو تمام دہشت گرد صرف مسلمان ہی کیوں ہیں۔ نتیجہ یہ کہ مغربی ممالک میں سخت گیر قوم پرست تحریکیں جنم لے رہی ہیں۔ ابھی تک تمام مسلمان دنیا اس بات کا ادراک ہی نہیں کہ فرانس، برطانیہ، ہالینڈ، ڈنمارک اور اس جیسے کئی ممالک میں قومی حالات کس قدر سخت گیر ہو چکے ہیں۔ وہاں رہنے والے مسلمان اندر وہی خوف کاشکار ہیں۔ جیسے ہی دہشت گردی کی کوئی نئی واردات ہوتی ہے، ازا خوف مزید جڑ پکڑ جاتا ہے۔

اب صورتحال مزید مشکل ہوتی جا رہی ہے۔ مسلمان دنیا کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو مغربی ممالک کے ویزے ملنے مشکل ہو چکے ہیں۔ تکلیف دہ امر یہ ہے کہ مغربی ممالک میں مسلمان کسی طریقے سے بھی مقامی معاشروں میں توازن سے ختم نہیں ہو پائے۔ پچاس برس پہلے امریکہ، لندن، آسٹریلیا اور مغربی ممالک میں جانے والے لوگ کسی اور سوچ کے حامل تھے۔ مگر وہاں آج کی نوجوان نسل ایک شدید ذہنی تشنیخ کا شکار ہو چکی ہے۔ گھر آتے ہیں تو معاملات اور ہیں۔ باہر جاتے ہیں تو سماجی رویے بالکل متضاد ہیں۔ اس ذہنی شکنش کا شکار نوجوان تعلیم سے بھی دور ہوتے جا رہے ہیں اور بڑی آسانی سے شدت پسندوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں جو انہیں دہشت گردی کی طرف مائل کر لیتے ہیں۔

لندن اور مانچسٹر کے حالیہ واقعات کے بعد صورت حال تیزی سے تبدیل ہو گی۔ مسلمان مخالف جذبات شدت سے ابھرینگے۔ وہ تمام ملک جن میں ترقی کرنے کے برابر موقع موجود ہیں، آہستہ آہستہ مسلمان نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کیلئے دروازے بند کرتے چلے جائیں گے۔ امریکہ اور برطانیہ میں ہمارے مزدور گئے تھے۔ محنت، مشقت بلکہ ریاضت سے انہوں نے اپنی آنے والی نسلوں کو ترقی کے راستے دکھائے۔ جواب دیجئے، کیا اللندن کا میسر صادق خان، ہمارے جیسے ملکوں میں کوئی با اثر عہدہ حاصل کر سکتا ہے۔ کیا بیرون سیدہ وارثی اپنی محنت سے پاکستان میں اتنی ترقی کر سکتی تھی۔ دلیل پر جواب نہیں میں ہے۔ ہمارے جیسے ممالک میں تو غریب یا متوسط طبقے کا کوئی انسان مثالی ترقی کریں نہیں سکتا۔ مغرب میں مسلمانوں کیلئے ترقی کے دروازے بند ہوتے نظر آرہے ہیں۔ اسکے ذمہ دار کون لوگ ہیں، اسکا جواب ہمیں اپنے اندر تلاش کرنا چاہیے۔ شامہ ہم تجھ تک پہنچ پائیں؟